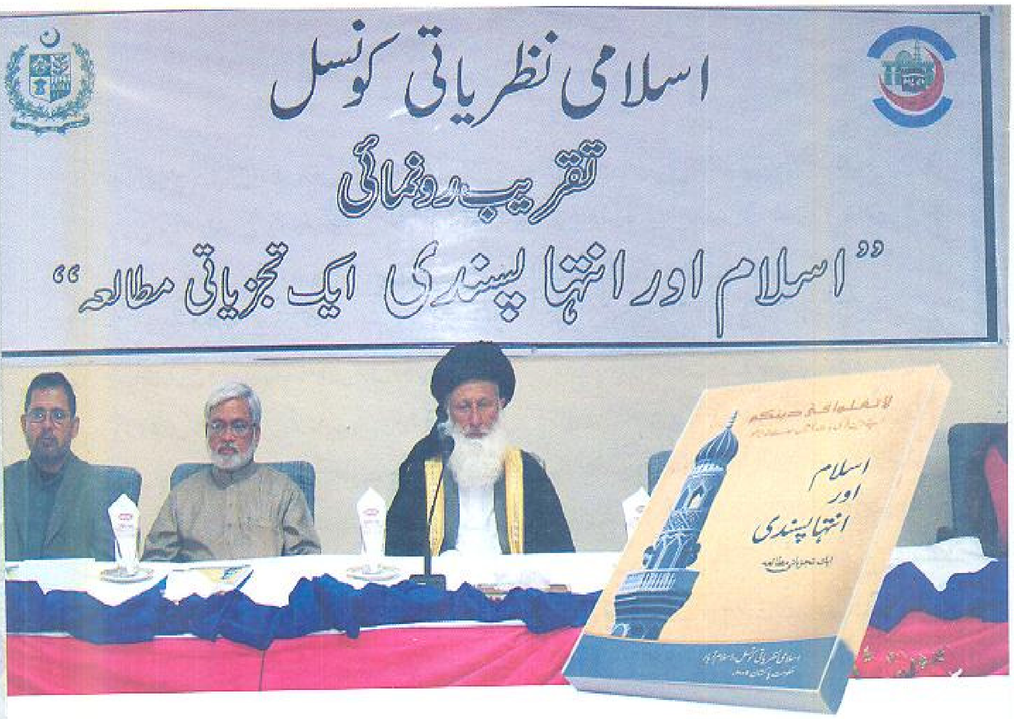

اسلامی نظریاتی کونسل کی کتاب

اسلام اور انتہاپسندی

''ایک تجزیاتی مطالعہ'' کی تقریب رونمائی

مورخہ ۸/دسمبر ۲۰۰۹ء اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر اہتمام کتاب ''اسلام اور انتہا پسندی، ایک تجزیاتی مطالعہ'' کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ تقریب میں اراکین کونسل کے علاوہ سول سوسائٹی کے مختلف افراد نے شرکت کی۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین کونسل، جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے کہا کہ کئی سالوں سے وطن عزیز کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کے مسائل کا سامنا ہے۔ اپنے اسباب اور علل کی وجہ سے یہ مسائل بہت پیچیدہ ہیں اور اس لحاظ سے علمی اور تاریخی تجزیہ کے متقاضی ہیں۔ 1979ء میں جب بعض انتہا پسندوں نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا تو علماء امت نے اسی وقت سے اس مسئلے پر لکھنا شروع کیا۔ انتہا پسندی اور غلو فی الدین پر متعدد کتابیں شائع ہوئیں تاہم بدقسمتی سے 2001ء سے مغربی ذرائع ابلاغ نے دہشت گردی کو اسلام سے منسوب کرنا شروع کیا تو مسلمان اہل علم اور مفکرین کی تمام تر کوششیں اس الزام کے دفاع کی طرف مبذول ہوگئیں اور یوں مسلمانوں کی فکر اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے اصل مسئلہ سے توجہ ہٹ گئی۔ دراصل معاشرے میں عدم برداشت کا بڑھتا ہوا رجحان، مسلک پرستی، ریاستی اداروں پر عدم اعتماد اور برائی کو ختم کرنے کے لیے قانون کو ہاتھ میں لینے کی خواہش سے انتہا پسندی میں اضافہ ہوا اور اس انتہا پسندی اور دہشت گردی کیلئے مذہب میں نظریاتی بنیادیں تلاش کی گئیں۔ فرقہ واریت نے بھی تشدد کو ہوا دی۔ پھر نفاذ شریعت اور اسلامی ریاست کیلئے قوت کے استعمال کے جواز نے بعض مسلح تحریکوں کو جنم دیا۔ ان تحریکوں نے جہاد، تکفیر اور نہی عن المنکر کو غلط معنی پہنا کر تشدد اور دہشت گردی کا جواز فراہم کیا۔ اس طرح کی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا آغاز 1990ء میں فرقہ وارانہ مسلح تنظیموں کی طرف سے ہوا اور آہستہ آہستہ پورا ملک بم دھماکوں اور خودکش حملوں کی زد میں آ گیا۔ اس موقع پر چیئرمین کونسل، ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے دہشت گردی کے تدارک کے لیے کونسل کی اہم سفارشات کو پڑھ کر سنایا۔

''اسلام اور انتہا پسندی'' کے مصنف و مرتب، جناب ثاقب اکبر نے کتاب پر جامع تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام کے تمام ذمہ دار اہل علم اور سیاسی قیادت کا موقف انتہا پسندی اور دہشت گردی کے بارے میں واضح طور پر متفقہ اور ہم آہنگ ہے اور وہ لوگ جو اسلام کے نام پر انتہا پسندانہ رویہ اختیار کرتے ہیں، سارا عالم اسلام انہیں منحرف گردانتا ہے اور ان کی ہرگز تائید نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں دیگر مذاہب و ادیان کی طرف عالم اسلام کی علمی اور سیاسی قیادت نے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے اور دوسری طرف سے مثبت ردعمل کا اظہار ہوا ہے۔ عالم اسلام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عالم اسلام کے بطن میں دیرینہ سیاسی مسائل کو منصفانہ طور پر حل نہ کیا جانا انتہا پسندی کی اہم وجہ ہے۔

اس موقع پر رکن کونسل، ڈاکٹر محسن نقوی نے کتاب کے مضامین پر جامع تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کونسل اس موضوع پر پہلی رپورٹ 2005ء میں ''اسلام اور دہشت گردی'' کے عنوان سے شائع کر چکی ہے اور حالیہ حالات کے تناظر میں کونسل کو مزید ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر ایک مفصل و مدلل کتاب شائع کی جائے۔ یہ کتاب ان مختلف اہل علم کی تحریروں پر مشتمل ہے، جو دہشت گردی کے موضوع پر گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ کتاب دہشت گردی کے موضوع کے حوالے سے اہل علم اور عام قارئین کے لیے یکساں مفید ہوگی۔

جناب مولانا محمد خان شیرانی، رکن کونسل نے کہا کہ پاکستان واحد ملک ہے جس میں وحدت نام کی کوئی شے نہیں ہے۔ نہ نسلی لحاظ سے ایک قوم ہے نہ فکری لحاظ سے ایک ملت و امت ہے۔ عملی میدان میں ہر قوم و فکر کو ہاتھ ڈالنے اور کردار ادا کرنے کا موقع ملتا ہے، جو افراتفری اور انتشار کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا پاکستان میں قومی وحدت کے مواقع تو مفقود ہیں البتہ فکری وحدت جو اسلام ہے، اس پر مخلصانہ طور پر حکومت کو عمل پیرا ہونا چاہیے اور منافقانہ طرز عمل کو ترک کرنا چاہیے۔

کونسل کے ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) جناب ڈاکٹر سید ناصر زیدی نے کتاب پر تنقیدی تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ انتہا پسندی کی بنیادیں ہمارا تربیتی نظام فراہم کرتا ہے۔ تربیتی، اخلاقی اور تعلیمی نظام جتنا ناقص ہوگا اور یہ نظام جتنا زیادہ غیر انسانی و غیر اخلاقی اقدار پر استوار ہوگا، اتنا معاشرے میں انتہا پسندی کو فروغ ملے گا اور پھر اس کے اثرات دینی فہم اور رویوں پر بھی پڑیں گے۔ انتہا پسندی کو ختم کرنے کے لیے دینی فہم کو عقلی و منطقی بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم جذبات و احساسات کی بنیاد پر دین کو سمجھتے اور اپناتے رہیں گے اور اپنے اندر معرفت و شعور پیدا نہیں کریں گے، اس وقت تک دین کے سلسلے میں انتہا پسندانہ سوچ کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

رکن کونسل، مولانا محمد صدیق ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام میں افراط و تفریط کی کوئی گنجائش نہیں اور دہشت گردی و انتہا پسندی سے ہم سب کو مل کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ اسلامی نظریاتی کونسل پہلے کی طرح معاشرتی مسائل کے حل کے لیے اپنی کوشش جاری رکھے گی۔

رکن کونسل، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک عزیز میں دہشت گردی کے جو واقعات ہو رہے ہیں وہ یقیناً قابل مذمت ہیں۔ اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے اور جو لوگ اسلام کے نام پر دہشت گردی کر رہے ہیں وہ اسلام کے خیر خواہ نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس

موضوع پر کتاب چھپوا کر ایک اہم پیش رفت کی ہے۔

رکن کونسل، مفتی ابراہیم قادری نے کہا کہ لفظ اسلام اور مسلم سلامتی سے نکلے ہیں، اسلام صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانوں اور ذی روح کے لیے سلامتی کا دین ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ملک کے باشندے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو کر دہشت گردی کے خلاف کمربستہ ہو جائیں۔

رکن کونسل، ڈاکٹر صبیحہ قادری نے انتہا پسندی و دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کونسل کی سفارشات کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اسلام میں قتل وغارت، تکفیر اور برا بھلا کہنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

رکن کونسل، مولانا فضل علی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 9/11 کے واقعے کے بعد دہشت گردی کے نام پر سارے عالم اسلام خصوصاً مسجد و مدرسہ کو دہشت گردی کے حوالے سے بدنام کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اسلام میں دہشت گردی و انتہا پسندی کا کوئی تصور نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان اسباب کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے جن کی وجہ سے معاشرہ دہشت گردی کا شکار ہے۔

رکن کونسل، محمد شریف کوریجہ نے کہا کہ حالیہ واقعات کے تناظر میں اس موضوع پر کتاب اسلامی نظریاتی کونسل کا اہم کارنامہ ہے۔ ہمیں ہر قسم کے سیاسی، نسلی اور مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دہشت گردی کے سد باب کی کوشش کرنی چاہیے۔

رکن کونسل، مولانا سعید احمد گجراتی نے اپنے خطاب میں تجویز دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ دہشت گردی کی واضح تعریف اپنے چارٹر میں شامل کرے اور اپنے ممبر ممالک سے اس کی پابندی کرائے۔

تقریب کے آخر میں ڈاکٹر خالد مسعود نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

دہشت گردی کے تدارک کے لیے کونسل کی اہم سفارشات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- دہشت گردی کے واقعات کا حقیقی سرا ملک سے باہر ہے، عالمی منظر نامے میں اس کا سراغ لگانے، دہشت گردی کی کارروائیوں کی ڈور ہلانے اور ان کی منصوبہ بندی کرنے والے ذہن پر نظر رکھنا ازبس ضروری ہے۔
- تمام مسلم ممالک کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مل جل کر متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے لیے او آئی سی میں ماہرین کی ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جائے۔
- دہشت گردی کو جہاد کا نام دینے یا اس بنیاد پر جواز فراہم کرنے کو سختی سے روکا جائے۔
- مذہبی گروہوں کی قیادت کو بقائے باہمی اور رواداری کے اصولوں پر پختہ معاہدے کا پابند کیا جائے اور بیرونی مداخلت کے دروازے بند کیے جائیں۔
- سیاسی نظام مستحکم کیا جائے، ہر علاقے میں برابر ترقیاتی کام ہوں، مستحق لوگوں کو ان کے جائز حقوق دیے جائیں۔ معاشی مفادات، ملازمتیں اور شہری سہولتیں بہم پہنچتی رہیں تو تخریب کاری ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

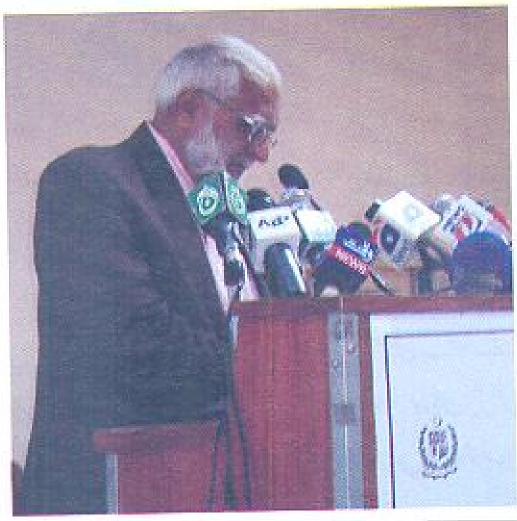

- مذہبی اور نسلی تفریق کو ختم کیا جائے۔
- قومی میڈیا کو نظم وضبط اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، واقعات اور شخصیات کے بارے میں سنسنی خیزی پھیلانے کی بجائے عوام کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔
- دینی اداروں کی اصلاح کی طرف بھی بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
- انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کو مزید مستحکم کیا جائے اور دہشت گردی کے مقدمات کو کسی خوف یا حمایت کے بغیر منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔
- علماء کرام کو آگے بڑھ کر ملک میں اتفاق و اتحاد اور افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنے میں خصوصی کردار ادا کرنا چاہیے۔ مساجد میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کے خلاف تعلیم دی جائے۔
- اختلاف کو برداشت کرنے کی ثقافت کو فروغ دیا جائے۔ اختلاف کو منافرت، تشدد اور دہشت گردی کا جواز نہ بننے دیا جائے۔